ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.1(2024)
(January to March)

ڈاکٹر مقصود جعفری کی شاعری میں مزاحمتی عناصر

Elements of resistance in the poetry of Dr. Maqsood Jafari

محمد ظہیر الدین
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبۂ اُردو، الحمد اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

Muhammad Zaheer Uddin
Doctoral Candidate, Department of Urdu, Alhamd Islamic University, Islamabad

Abstract:
Dr. Maqsood Jafri is a renowned Urdu writer and poet. In poetry, he wrote poetry not only in Urdu, but also in English, Persian, Punjabi and Kashmiri languages and tried his hand at nazm and ghazal, both genres. In ghazal, he is considered as one of the prominent poets of modern ghazal and he has covered diverse themes in his ghazal. Just as any writer is influenced by the circumstances around him and their reflection is seen in his literature, in the same way, Dr. Maqsood Jafari has covered many topics of the present era in his poems. He is not only a poet but also an excellent human being, a thinker, politician and advocate of freedom of thought and expression. All this is clearly visible in his poetry and he comes out as a resister against anti-human elements and opposes dictatorship and anyone who suppresses freedom of thought and expression. His resistance poetry fulfills the vacuum of resistances which is a need of the hour. In the article under review, the resistance elements have been identified in the poetry of Dr. Maqsood Jafri.

Keywords: Dr. Maqsood Jafri, renowned, Kashmiri languages,prominent poets, circumstances, politician and advocate, vacuum of resistances, elements

عام طور پر مزاحمت سے رکاوٹ یا روکنے کے معنی مراد لیے جاتے ہیں۔ کتبِ لغات میں بھی مزاحمت کے تقریباً یہی معنی درج ہوئے ہیں۔ مصباح اللغات میں مزاحمت کے لفظ کے معانی ذیل ہیں:

"کھڑا ہونا، مخالفت کرنا، قائم مقام ہونا"(۱)

اُردو لغت میں مزاحمت کے مطالب درج ذیل ہیں:

"روکنے کا عمل، روک ٹوک، رکاوٹ ممانعت"(۲)

فرہنگ آصفیہ اور دیگر کتبِ لغات میں بھی مزاحمت کے اسی طرح کے مطالب درج ہوئے ہیں۔ مندرجہ بالا تمام مطالب، معنوی اعتبار سے مترادف قرار پاتے ہیں اور ان سے ایک ہی طرز کا مدعا حاصل ہوتا ہے۔ انگریزی میں مزاحمت کے مترادف کے طور پر (Resist ace) کا لفظ استعمال ہوتا ہے (Resistance) کے لفظی معانی بھی رکاوٹ پیدا کرنے کے ہیں۔

ادب میں "مزاحمت، یا مزاحمت پسندی" کے الفاظ اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اس سے مراد معاشرے میں ظلم و جبر یا دیگر ناپسندیدہ عوامل کے خلاف آواز بلند کرنا یا ان کی روک تھام کی کوشش کرنا ہے۔ ادب بذات خود مزاحمت کی ایک صورت

قرار پاتا ہے۔ ہر عہد میں قلم کی اہمیت مسلم رہی ہے۔ اہلِ حق، قلم کا سہارا لے کر ظلم و استبداد کے خلاف صف آرا رہے ہیں۔ مختلف ادوار میں مزاحمت کے مختلف اسالیب اور طریقے مروج رہے ہیں۔ اصطلاحی طور پر مزاحمت کے ساتھ ادب کا لفظ بھی جوڑا جاتا ہے اور "مزاحمتی ادب" کی ترکیب استعمال کی جاتی ہے۔ مزاحمتی ادب کی ذیل میں ایسا ادب شامل ہوتا ہے جو معاشرے کے استحصالی طبقات کی تمام صورتوں کی نفی کرتا ہے۔ مزاحمتی ادب میں معاشی، سیاسی اور مذہبی استحصال کی تمام صورتوں کا رد کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر انوار احمد مزاحمتی ادب کی اصطلاح کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "مزاحمتی ادب کی اصطلاح کا استعمال استعمار کی گرفت میں جکڑے یا استعماری اثرات میں اسیر معاشرے کے باشعور فن کار کی مصلحت سوزی، با آوازِ بلند حق کی گواہی اور آنے والے کل کو اجلا اور روشن بنانے کے خواب کا اعتبار پیدا کرنے کی تخلیقی کاوش پر ہوتا ہے۔ غلامی کی ہر صورت سیاسی، معاشی، فکری اور ثقافتی ہر لحاظ سے انسانیت کی تذلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر باشعور باضمیر تخلیق کار فطرتاً آزاد ہوتا ہے اور غلامی مسلط کرنے کی ہر صورت اور ہر کوشش کے خلاف مزاحمت کرتا ہے" (۳)

مزاحمتی ادب کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں مزاحمتی مزاج کا تمام تر ادبی سرمایہ شامل ہوتا ہے۔ ہر شاعر اپنے عہد کے ناپسندیدہ رویوں اور رجحانات کے خلاف بغاوت کرتا ہے۔ چوں کہ شاعر آزاد طبع انسان ہوتا ہے۔ اس لیے وہ معاشرے میں جبر اور غلامی کی تمام تر صورتوں کی نفی کرتا ہے۔ اس کے نزدیک جبر اور استحصالی رویے انسان کے بنیادی حقوق کو غضب کرنے کے مترادف قرار پاتے ہیں۔ اردو کی شعری روایت میں ہر عہد میں لکھے جانے والے ادب میں مزاحمت پسندی کی مثالیں ملتی ہیں۔ مقصود جعفری کی شاعری کے نمایاں رجحانات میں مزاحمت پسندی کا رجحان بھی شامل ہے۔ وہ اپنی تخلیقات کے آئینے میں آزادانہ فطرت رکھنے والے شاعر کی حیثیت سے نظر آتے ہیں اور معاشرتی جبر کی تمام صورتوں کی تردید کرتے ہیں۔ مزاحمتی اعتبار سے ان کے کلام میں کئی سطحیں پائی جاتی ہیں۔ ان کی مزاحمت پسندی مقامیت سے لے کر آفاقیت تک کا احاطہ کرتی ہے۔ وہ علاقائی سطح پر پائی جانے والی ظلم و جبر کی مختلف صورتوں کی نفی کرنے کے ساتھ ساتھ علمی منظر نامے کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔

مقصود جعفری کا شعری سرمایہ غزل اور نظم دونوں صورتوں میں ہے۔ ان کے ہاں غزلیہ اور نظمیہ دونوں اصناف میں ہی مزاحمتی عناصر پائے جاتے ہیں۔ اُردو شاعری میں حق گوئی اور بے باکی کے لیے چند کردار علامت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اس طرح بعض الفاظ بھی مزاحمت پسندی کی علامت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ان الفاظ میں "دار و رسن" بھی شامل ہیں۔ دار و رسن کو منصور حلاج سے بھی مناسبت ہے۔ جن کو حق گوئی کے اظہار پر دار پر چڑھا دیا گیا تھا۔ اردو شاعری میں مزاحمتی عناصر کے بیان میں دار و رسن کے الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔ مقصود جعفری کے ہاں بھی اعلانِ حق اور مزاحمت کے حوالے سے ان الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔ وہ حرفِ حق کی سربلندی اور پاس داری کرنے والے کرداروں کے ساتھ خود کو ہم آہنگ کرتے ہیں۔ مثلاً:

حرفِ حق تو نے کہا ہے جو سر دار و رسن
میری آواز ہے شامل تری آواز کے ساتھ (۴)

مزاحمت کے ساتھ بغاوت کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔ جب حق پرست حق کا علم بلند کرتے ہیں تو ان کے اس فعل کو بغاوت قرار دیا جاتا ہے۔ بغاوت کرنا اس اعتبار سے بھی کارِ دشوار ہے کہ معاشرے میں اس کے لیے مختلف سزائیں مختص ہیں۔ ہر عہد میں مزاحمت کرنے والے کردار ظلم سہتے رہے ہیں اور انہیں مختلف قسم کی سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس اعتبار سے مزاحمت پسندی کے ساتھ ساتھ سزا کا پہلو بھی جڑتا ہے۔ مقصود جعفری چوں کہ خود کو حق پرستوں کے قبیلے میں شمار کرتے ہیں۔ اس لیے وہ خود کو حق پرستی کی پاداش میں دی جانے والی سزاؤں کے لیے بھی پیش کرتے ہیں۔ وہ پورے عزم اور حوصلے کے ساتھ اپنی نسبت صلیب اور دار و رسن سے جوڑتے ہیں اور خود کو حق پرستوں کے قبیلے سے جوڑ کر مزاحمت پسندی کا ثبوت دیتے ہیں:

مجھ کو صلیب و دار سے نسبت ہے جعفریؔ
زنداں میں خود میں آیا ہوں زنداں کو دیکھ کر(۵)

مقصود جعفری مزاحمت پسندی کی ذیل میں انقلاب کو بھی شامل کرتے ہیں۔ ان کے مطابق ظلم کے خلاف مزاحمت کرنا کوئی آسان عمل نہیں بلکہ کارِ دشوار ہے۔ اس عمل میں بہت سی قربانیاں دینے پڑتی ہیں اور اہلِ حق شوق سے ان مراحل سے گزر جاتے ہیں۔ تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر عہد میں اہلِ حق نے باطل کی تمام صورتوں کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اس انکار کی پاداش میں انہیں جان تک کی قربانیاں دینا پڑی۔ مقصود جعفری کے مطابق یہ عمل تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ وہ مزاحمت کرنے والوں کو دیوانہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق جان قربان کرنے والے جو دیوانے جان نچھاور کرنے کے لیے لائے جاتے ہیں وہ دراصل بازوئے قاتل کا امتحان ہوتے ہیں۔ مثلاً:

سرِ صلیب جو لائے گئے ہیں دیوانے
یہ دست و بازوئے قاتل کا امتحاں تو نہیں(۶)

مزاحمت کے لیے جوش و جذبے اور جنون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اہلِ عقل اندیشوں اور خدشوں میں گھرے رہتے ہیں اور کشمکش کی وجہ سے کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں، جب کہ اہلِ حق اس معاملے میں قلندرانہ مزاج رکھتے ہیں اور وہ ہر بڑی سے بڑی قوت کے خلاف سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔ وہ استحصال اور ظلم کے خلاف مزاحمت کرتے ہوئے ڈھال بن جاتے ہیں۔ مقصود جعفری مزاحمت کرنے والوں کی تحسین کرتے ہوئے ان کو مختلف ناموں سے مخاطب کرتے ہیں۔ بیش تر اشعار میں وہ اہلِ حق کے لیے "اہلِ جنوں" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک "اہلِ جنوں" مزاحمت کرتے ہوئے ظلم و جبر کی تمام صورتوں کو ختم کر دیں گے۔ وہ اہل جنوں سے مزاحمت کرنے کا تقاضا بھی کرتے ہیں۔ مثلاً:

قصرِ جور و جفا جس سے بھسم ہو جائے
اب جنوں والے کوئی ایسی نظر تازہ کریں(۷)

مزاحمت پسندی کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی منافقانہ طرزِ عمل سے احتراز کرتے ہوئے وہی کچھ کہا جائے جو سچ ہو۔ سچ کہنا یا سچ بولنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ معاشرے میں رائج اقدار اور روایات کو عام طور پر اسی طرح قبول کر لیا جاتا ہے جس طرح وہ رائج ہوتی ہیں۔ اگر اس کو نامناسب بھی سمجھا جاتا ہے تو ان کی نفی کرنے کی کوشش کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ مقصود جعفری حق گوئی کو مزاحمت کی کلیدی صورت قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک مشکل

اور نامسائد حالات میں حق اور سچ کا علم بلند کرنا ہی مزاحمت ہے۔ ان کی غزلیہ شاعری میں متعدد مقامات پر حق اور سچ کی پاس داری ملتی ہے۔ وہ ہر قسم کے حالات میں سچ بات کہنے کا عزم رکھتے ہیں۔ عام معاشرتی اقدار اور رائج روایات کو اگر وہ حقیقت کے برعکس محسوس کرتے ہیں تو واضح الفاظ میں ان کی نفی کرتے ہوئے اظہار خیال کرتے ہیں۔ معاشرے میں جس طبقے کے پاس وسائل ہوتے ہیں وہ تمام تر اختیارات کا محور ہوتا ہے۔ بالادست طبقے کے کردار میں استحصالی رویے پائے جاتے ہیں۔ مقصود جعفری نام نہاد نسب رکھنے والے طبقے سے مزاحمت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جن کو بڑا غرور ہے نام و نسب پہ آج
یہ کیا ہوا کہ ان کو میں کم ذات کہہ گیا(۸)

دنیا کی مختلف زبانوں میں مزاحمتی ادب لکھا جاتا رہا ہے۔ اردو ادب کے پس منظر کا موضوعاتی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا سے ہی تخلیقی عمل کے دوران شعراء اور ادباء کو ناساز گار حالات میسر آئے۔ ان میں سے بیش تر شعرا اور ادبا نے مزاحمت پسندی کے تحت اپنے عہد کی ناپسندیدہ روایات اور ظلم و جبر کی صورتوں سے بغاوت کی۔ اردو کے شعری اور نثری سرمائے میں بغاوت اور مزاحمت کے عناصر کی واضح جھلک نظر آتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ابتدا سے ہی اردو ادب کو ناساز گار حالات میسر آئے۔ اس ضمن میں رشید امجد لکھتے ہیں:

"مزاحمت ہمارے ادب کے خمیر میں رچی بسی ہے کہ اردو ادب کا آغاز جس دور میں ہوا وہ سیاسی انحطاط اور معاشرتی و تہذیبی زوال کا تھا۔ اٹھارویں صدی کے آغاز سے اس زوال کی ابتدا شروع ہو گئی تھی"(۹)

اُردو ادب کے آغاز کے ساتھ ہی مزاحمت کے رجحان کا آغاز ملتا ہے اور پھر ہر عہد میں یہ مزاحمت مختلف رنگوں میں جلوہ گر نظر آتی ہے۔ مقصود جعفری نے اپنی شاعری میں موثر حالات کے تناظر میں مزاحمت کی ہے۔ وہ معاشرے میں ظلم و ستم اور ناانصافی کی تمام صورتوں کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔ مزاحمت کے ساتھ ساتھ سزا کا تصور بھی وابستہ ہے لیکن مقصود جعفری مزاحمت کرتے ہوئے خود کو تمام خدشات اور اندیشوں سے بالاتر رکھتے ہیں۔ ان کے رویے میں جرات مندی اور بے باکی پائی جاتی ہے۔ وہ جواں مردی کے ساتھ تمام تر نامساعد حالات کا سامنا کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ظلم و ستم کہ کوہِ گراں بھی ان کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتے۔ وہ انہیں ریت کے ذرے قرار دے کر آگے بڑھ جانے کا عزم رکھتے ہیں:

کوہ گرانِ جبر و ستم کو میں جعفری
دیوانگی میں ریت کے ذرات کہہ گیا(۱۰)

مقصود جعفری کے ہاں مزاحمت کے حوالے سے اسلوب کے مختلف پیرائے نظر آتے ہیں۔ ان کا نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ جس بات کو حق تصور کرتے ہیں واضح الفاظ میں اس کا اظہار کرتے ہیں اور جو بات ان کے نزدیک حق کے متضاد ہے اس کی نفی کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے وہ کسی قسم کی مروت یا لحاظ کے قائل نہیں بلکہ بلا خوف تردید واضح الفاظ میں بات بیان کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ ان

کے نزدیک حق بات کو واضح الفاظ میں بیان کر دینا ہی حق پرستی ہے۔ اس ضمن میں یہ پرواہ نہیں کرنی چاہیے کہ میری یہ بات کسی کو ناگوار گزرے گی۔ حق گوئی کا تقاضہ یہی ہے کہ حق بات کہتے ہوئے دیگر تمام معاملات کو نظر انداز کر دینا چاہیے:

میں نے بیان دینا تھا جو میں نے دے دیا
اچھا لگے کسی کو کسی کو برا لگے(۱۱)

مقصود جعفری غزل کے ساتھ ساتھ نظم کے نمائندہ شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی نظم میں ہیئت کے اعتبار سے روایت کا تسلسل ہے، جب کہ موضوعاتی حوالے سے ان میں انفرادیت پائی جاتی ہے۔ ان کے نمایاں رجحانات میں دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ ان کی نظم نگاری میں مزاحمت پسندی نمایاں ہے۔ وہ مختلف معاملات کے حوالے سے مزاحمت کرتے ہیں۔ مقصود جعفری کا آبائی وطن کشمیر ہے۔ ان کو خطہ کشمیر سے بے انتہا محبت ہے۔ انہوں نے خطے سے محبت کا اظہار اپنی مختلف تخلیقات میں کیا ہے۔ وہ کشمیر پر ہونے والے مظالم پر افسردگی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کا دل رنجیدہ ہو جاتا ہے اور وہ تمام تر مظالم کے خلاف بر سرِ پیکار ہو جاتے ہیں۔ اس مزاحمت میں وہ نہ صرف خود شامل ہوتے ہیں بلکہ دعوت عمل دیتے ہوئے دوسرے لوگوں کو بھی شریک کرتے ہیں۔ وہ جذبہ عمل پیدا کرتے ہوئے تمام قوتوں سے ٹکرا جانے کی تلقین کرتے ہیں۔ مثلاً:

غازیو، اٹھو سرِ اعدا کچلنے کے لیے
جورِ بے مایہ کو پاؤں سے مسلنے کے لیے
اب تو ان کو جھونک دو، دوزخ میں جلنے کے لیے
زندہ مت چھوڑو اکڑنے اور اچھلنے کے لیے
زورِ بازو سے نکالو ان کو اپنے دیس سے
تاکہ دنیا مرحبا صد مرحبا تم کو کہے(۱۲)

مقصود جعفری مزاحمت پسندی کی ذیل میں ماضی کی روایات کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے ان کی شاعری میں بہت سی تلمیحات کا استعمال ملتا ہے۔ وہ ماضی میں جرات مندانہ کردار ادا کرنے والے کرداروں کا حوالہ دیتے ہوئے آمادہ عمل کرتے ہیں۔ وہ خالد بن ولید اور حضرت علی کے کردار کو بطور مثال پیش کرتے ہوئے مزاحمت پسندی کے رجحان کو نمایاں کرتے ہیں۔ وہ ماضی کی روایت کے تسلسل میں حال کی بہتری اور مستقبل کا لائحۂ عمل تشکیل دیتے ہیں۔ مقصود جعفری اسلامی اقدار اور روایات کے دامن کو بھی ہاتھ میں تھامے رکھتے ہیں۔ وہ اسلامی فکر کے ساتھ مزاحمت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے باطل اور منفی قوتوں سے ٹکرانے کا عزم رکھتے ہیں۔ مثلاً:

اپنے آبا کی اگر تاریخ تم کو یاد ہو
ظلم و استبداد کے طوفان کا رخ موڑ دو
بازوؤں میں اپنے زورِ حیدری پیدا کرو
پیس ڈالو غازیو ان مرحبانِ وقت کو
تازہ ہو جائے جوانو خیبر و خندق کی یاد
ہو زباں پر نعرہ اسلام و ایماں زندہ باد(۱۳)

مقصود جعفری کے مطابق مزاحمت پسندی اسلامی فکر میں شامل ہے۔ اس اعتبار سے وہ اسلامی تاریخ سے مختلف مثالیں درج کرتے ہیں۔ ان کے مطابق اسلام ظلم و استبداد کی تمام صورتوں کے خلاف مزاحمت کرنے کا درس دیتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں مزاحمت کی مختلف صورتیں ملتی ہیں۔ معرکہ حق و باطل کے ضمن میں ہونے والی غزوات بھی مزاحمت کی مثال پیش کرتی ہے۔ اہلِ حق نے ہمیشہ اہل باطل کے خلاف رکاوٹ پیدا کی ہے۔ مقصود جعفری اسی ضمن میں غزوات اور اسلامی تاریخ کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ مزاحمت کے ساتھ جرات، ہمت اور جواں مردی کے عناصر شامل ہوتے ہیں۔ غیرت مندی بھی انسان کو آمادہ مزاحمت کرتی ہے۔ مقصود جعفری مزاحمت کی تلقین کرتے ہوئے ان جملہ پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ وہ نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے غیرت، جواں مردی، جرات مندی اور دلیری کا سبق یاد کراتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر مردانہ ہمت سے کام لیتے ہوئے باطل قوتوں سے ٹکرایا جائے تو نظام ظلم کا تسلسل رک سکتا ہے۔ وہ نوجوانوں کو شعلہ جوالہ بن کر قصر باطل پھونک ڈالنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مثلاً:

غازیو، شیرو، دلیرو، اب اٹھو
ہمت مردانہ سے کچھ کام لو
منتظر ہیں اہل وادی، ہاں چلو، آگے بڑھو
شعلہ جوالہ بن کر قصرِ باطل پھونک دو(۱۴)

مقصود جعفری کی مزاحمت پسندی مکاں کی سرحدوں سے ماورا ہے۔ وہ دنیا کے جس خطے میں عدل و انصاف کے منافی کوئی عمل دیکھتے ہیں اس کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔ ان کی شاعری کے اہم موضوعات میں امن پسندی کا موضوع بھی شامل ہے۔ ان کا خیال ہے کہ قیام امن اور سلامتی کی راہ میں اہل شر ہمیشہ سے حائل رہے اور ان کا تدارک کیے بغیر امن کی فضا کی بحالی ممکن نہیں ۔ مقصود جعفری کی شاعری میں دنیا کے مختلف خطوں کا تذکرہ ملتا ہے جہاں ظلم و استبداد کا بازار گرم ہے اور امن و سلامتی کی فضا مجروح ہے۔ اس حوالے سے وہ عالمی منظر نامے پہ نظر رکھتے ہیں اور منفی طرز کی تمام سرگرمیوں اور کاوشوں کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔ ان کی نظمیہ شاعری میں تذکرہ کشمیر کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ وہ اہلیان کشمیر پر کیے جانے والے مظالم پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور ان تمام قوتوں کے خلاف اعلانِ بغاوت کرتے ہیں جو اس خطے میں استحصال کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ انہوں نے مزاحمت کرتے ہوئے ان کی راہ میں حائل ہونے کی تلقین کی ہے۔ مقصود جعفری نے اپنے اردو کے علاوہ فارسی اور کشمیری زبان میں لکھی گئی نظموں میں بھی اس موضوع کو بیان کیا ہے۔ وہ مزاحمت کرتے ہوئے اس عزم کرتے ہیں کہ وہ اس خطہ ارض کو شر اور ظلم کے نظام سے نجات دلائیں گے۔ مثلاً:

دشمن سے چھڑائیں گے اس کو
ہر شر سے بچائیں گے اس کو
آزاد کرائیں گے اس کو
کس نے یہ ہمیں للکارا ہے
کشمیر ہمارا پیارا ہے(۱۵)

مقصود جعفری مزاحمت پسندی کی تلقین کرتے ہوئے ہر حد تک جانے کا عہد کرتے ہیں۔ ان کے مطابق مزاحمت کا آخری درجہ انقلاب ہے۔ ماضی کی روایات کے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ ہر عہد میں باطل قوتوں کے سامنے اہلِ حق مزاحمت کرتے ہوئے سینہ سپر رہے ہیں۔ موجودہ صورت حال میں بھی باطل قوتوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے مزاحمت کی ضرورت ہے۔ مقصود جعفری مزاحمت کا بیان کرتے ہوئے مزاحمت سے انقلاب کی طرف مراجعت کرتے ہیں۔ خاص طور پر کشمیر کے تناظر میں ان کی لکھی گئی نظموں میں مزاحمت، انقلاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ وہ نوجوانوں کو تلقین کرتے ہوئے حالات کا آئینہ دکھاتے ہیں۔ ان کے مطابق جب حالات حد سے بگڑ جائیں تو اس وقت انقلاب لازمی ہو جاتا ہے اور انقلاب میں ہر قسم کے سود و زیاں سے ماورا ہو کر فیصلہ کن انداز میں میدان عمل میں اترنا پڑتا ہے۔

مقصود جعفری مزاحمت کی تلقین کرتے ہوئے نوجوانوں سے مخاطب ہوتے ہیں کہ اب حالات یہ صورت اختیار کر چکے ہیں جب تک مزاحمت، انقلاب کی صورت اختیار نہیں کرے گی؛ تبدیلی کے امکانات ناممکن ہوں گے۔ وہ جان کو ہتھیلی پر رکھ کر میدان عمل میں کود پڑنے کی تلقین کرتے ہیں:

اس سر کو ہتھیلی پر رکھے
میدانِ عمل میں کود پڑو
اب خون بہے یا جاں جائے
دشمنوں کو بھگا کر دم لینا
اب ماں کو بچا کر دم لینا
غیرت کا تقاضا اس میں ہے
ایماں کی حرارت کہتی ہے
ملت کا مقدر یاد رہے
کشمیر کو اب آزاد کرو
ہر ظالم کو برباد کرو(۱۶)

مقصود جعفری مزاحمت پسندی کی ذیل میں عزم و ہمت سے کام لینے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہر عہد میں باطل قوتوں کے خلاف مزاحمت کرنا مشکل عمل رہا ہے لیکن اہلِ حق نے ہمیشہ صبر و استقلال سے اہلِ باطل کی تمام سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے حق کا علم بلند کیا۔ ان کے نزدیک اہلِ باطل اور اہلِ حق دو کرداروں کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ یہ دونوں کردار ہر عہد میں موجود رہتے ہیں اور مختلف روپ بدل بدل کر آتے ہیں۔ مقصود جعفری واضح کرتے ہیں کہ اہلِ باطل کائنات کے نظام میں منفی طرز عمل کی ترویج کرتے ہیں جب کہ اہلِ حق ان کے خلاف مزاحمتی رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ مشکل عمل ہوتا ہے لیکن اہلِ حق ہمیشہ

صبر و استقلال سے اس نظام کے خلاف مزاحمت کرتے ہوئے بالآخر سرخرو اور کامیاب ہوتے ہیں۔ مقصود جعفری کی مزاحمت پسندی میں عصری حیثیت کے پہلو ملتے ہیں۔ وہ مزاحمت کرتے ہوئے اپنے گرد و پیش کو فراموش نہیں کرتے بلکہ اپنے آس پاس وقوع پذیر ہونے والے تمام عوامل پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ کائنات نظام میں اہلِ حق اور اہلِ باطل کی کشمکش کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ان کے مطابق مزاحمت کی وجہ سے اہلِ حق تمام تر منفی عوامل کا خاتمہ کرتے ہیں۔

مقصود جعفری کے مزاحمتی موضوعات نظم اور غزل میں منقسم ہیں۔ ان دونوں اصناف میں بیان کیے گئے مزاحمتی موضوعات کے اسالیب میں فرق پایا جاتا ہے۔ غزل میں مزاحمت پسندی کی رجحان کے تحت وہ غزل کی تہذیب اور اسلوب کو پیش نظر رکھتے ہیں جب کہ نظم میں وہ مزاحمت سے انقلاب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کی نظموں میں مزاحمت پسندی کے حوالے سے انقلاب، خون، تختہ دار، لہو اور معرکہ جیسے الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔ مقصود جعفری کی مزاحمت پسندی کے پس منظر میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب کے واضح نقوش نمایاں ہوتے ہیں۔ وہ مزاحمت کا تذکرہ کرتے ہوئے بار بار اسلامی تاریخ کی طرف مراجعت کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ ان کی مزاحمت اسلام کے بطن سے پھوٹتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ عبد الحفیظ، ابو الفضل: مصباح اللغات، نئی دہلی، مکتبہ برہان، ۱۹۹۰ء، ص: ۱۴۷

۲۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر) جلد ہفت دہم، کراچی، اردو لغت بورڈ، دسمبر ۲۰۰۰ء، ص: ۹۲۷

۳۔ انوار احمد، ڈاکٹر ، اردو میں مزاحمتی شاعری کا تنقیدی مطالعہ، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، (اردو) اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، ۲۰۰۵ء، ص: ۱۸

۴۔ مقصود جعفری، روزنِ دیوار زندان، راولپنڈی، ٹی ایس پرنٹرز، ۲۰۲۱ء، ص: ۱۲۷

۵۔ ایضاً، ص: ۱۴۱

۶۔ ایضاً، ص: ۲۰۳

۷۔ مقصود جعفری، ڈاکٹر: جبر مسلسل، اسلام آباد، پاک میڈیا فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء، ص: ۱۹۸

۸۔ ایضاً، ص: ۱۰۲

۹۔ رشید امجد (مرتب)، مزاحمتی ادب اردو، اسلام آباد، اکادمی ادبیات، ۱۹۹۵ء، ص: ۲۱

۱۰۔ مقصود جعفری، ڈاکٹر، جبر مسلسل، ص: ۱۰۲

۱۱۔ ایضاً، ص: ۱۲۸

۱۲۔ مقصود جعفری، شعلہ کشمیر، راولپنڈی، سگما پریس، ۱۹۹۴ء، ص: ۵۹

۱۳۔ ایضاً، ص: ۵۹

۱۴۔ ایضاً، ص: ۶۵

۱۵۔ ایضاً، ص: ۷۷

۱۶۔ ایضاً، ص: ۸۸

References in Roman Script:

1. Abdul Hafeez, Abu Alfazal:Misbah Ul Lughat, Nai Dehli, Maktaba Burhan, 1990, p:714
2. Urdu Lughat (Tareekhi Usool Par) Jild Haft Daham, Karachi, Urdu Lughat Board, 2000, p967
3. Anwar Ahmed, Dr, Urdu Men Mazahmati Shairi ka Tanqeedi Mutalia, Maqala Barai Ph. D Urdu, Islamia University, Bahawalpur, 2005, p:18
4. Maqsood Jafari, Dr, Rozan e Deewar e Zandan, Rwalpindi, T S Printers, 2021, p:127
5. Ibid, p:141
6. Ibid, p:203
7. Maqsood Jafari, Dr, Jabr e Musalsal, Islamabad, Pak Media Foundation, 2015, p:198
8. Ibid, p:102
9. Rasheed Amjad (Muratab), Mazahmati Adab e Urdu, Islamabad, Akadmi Adbiyat, 1995, p21
10. Maqsood Jafari, Dr, Jabr e Musalsal, p:102
11. Ibid, p:128
12. Maqsood Jafari, Dr, Shola e Kashmir, Rawalpindi, Sigma Press, 1994, p:59
13. Ibid, p:59
14. Ibid, p:65
15. Ibid, p:77
16. Ibid, p:88